محبتِ الٰہی

افادات مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے
صدر شعبۂ عربی اسلامیہ کالج پشاور

مرتبہ مولوی فضل حق ترنگ زئی متعلم دار العلوم حقانیہ

جو مومن ہے وہ عاشق ہے، قرآن کریم میں آتا ہے: والذین آمنوا اشد حباً للّٰہ۔ اللہ کو دل دے دینے کا نام ایمان ہے، ہر مومن کے دل میں اللہ کی محبت کا کچھ نہ کچھ حصہ ہوتا ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں خدا کی محبت ہوگی محبت کی دو صورتیں ہیں ایک ہے محبت طبعی یا فطری دوسری عقلی یا شرعی انسان فطرت میں خدا سے محبت کرتا ہے۔ خدا نے ازل میں جب روحوں کو پیدا کیا اس پر اپنی ربوبیت کی تجلی فرمائی اور پوچھا الست بربکم۔ سب پکار اٹھیں بلیٰ۔ محبت کی تخم ریزی ہوگئی۔ فطرت میں محبتِ الٰہی ودیعت ہوگی ایسا پتھر دل کون ہوگا جس کے سامنے وہ شہ دلربا آجائے۔ میر نے اچھا کہا ہے ؎

وہ شہ دلربا جب سامنے آجاتے ہے
تھامتا ہوں دل کو لیکن پہلو سے نکل جاتے ہے

خدا کو دیکھے اور اس سے پیار نہ کرے۔ پیار کے چار وجوہ ہوتے ہیں، یا جمال کی وجہ سے پیار ہو جاتا ہے۔ یا انسان کسی کمال کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ یا نوال کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ کہ شریف آدمی محسن کا چاہنے والا ہوتا ہے۔ یا عظمت و جلال سے متاثر ہو کر بڑائی کا قائل ہو کر چاہنے لگتا ہے۔ خدا سے زیادہ جمال والا کون ہے، وہ خود کتنا حسین ہوگا جس نے تمام حسن کو پیدا کیا ہے۔ اِنّ اللّٰہ جمیلٌ۔ کمال کے لحاظ سے دیکھو تو حقیقت میں خدا سے زیادہ کمال والا کون ہوگا۔ الحمد للہ سب کمال و جلال سب خوبی و جمال، نوال و عطاء اس کے لئے ہے، بہت پیارا و سب سے اعلیٰ وارفع ہے، جہاں کہیں سے جو کچھ کسی کو ملا ہے یا ملے گا یا ملتا ہے تو اسی ذات متعال سے ہے، ایسے دینے والے سے پیار نہیں کروگے۔ تو کس سے کروگے، جسم دیا جان دی روح دی نان دیا اگر وہ نہ چاہے تو ایک پل کے لئے ہم زندہ نہیں رہ سکتے، اس سے زیادہ عظمت و شان والا کون ہوگا، گویا جو بھی خوبی و محبوبی و کمال کسی کے دل کو کھینچ سکے۔ تو وہ اللہ کی ذات میں ہے، اس لئے اللہ نے اپنا اسم ذات جو بنایا وہ اللہ ہے۔ جو ولہٌ سے نکلا ہے ولہٌ اس جلن و سوز کو کہتے ہیں جو کسی محبت

کی وجہ سے دل میں ہوتی ہے۔ تو اللہ دلوں کا پیارا ہے۔ جس کی محبت میں دل جل اٹھے اللہ کا معنیٰ دلوں کا محبوب۔ تو جب اس سے پیار نہیں کروگے تو کس سے کروگے۔ تو دل میں بسانے کے لائق صرف اسکی ذات ہے۔ اس لئے غیروں کو دل میں لانا دل کا بے محل استعمال ہے جسے ظلم کہتے ہیں۔ اس لئے قرآن نے شرک کو ظلمٌ عظیمٌ کہا ہے۔ جب دوسرا دل میں آتا ہے تو ظلم ہے۔ جب غیر کی محبت دل میں آتی ہے۔ تو گویا شرک ہوجاتا ہے۔ کس کو لیتے ہو، کس سے محبت کرتے ہو، خدا کے ہوتے ہوئے بھی غیروں سے محبت، اس جیسا کوئی رحیم وکریم اور محسن نہیں، جی چاہتا ہے کہ اس سے خوب پیار کرے ایک گڈریا جنگل میں بیٹھا تھا، کہنے لگا اے اللہ تو کہاں ہے کہ میں تیری خدمت کروں، تیرے لئے روغنی روٹی لاؤں، تیرے پاؤں دباؤں وغیرہ وغیرہ۔ اُس راستے پر موسیٰ علیہ السلام کا گذر ہوا، کہا کس سے باتیں کر رہے ہو کہا کہ خدا سے باتیں کرتا ہوں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کافر ہوگیا، تھپڑ لگایا وہ بھاگ گیا، موسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوئی، کہا کہ میرا بندہ میرے ساتھ لگا تھا۔ میرے بندے کو مجھ سے جدا کر دیا۔

موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ اللہ میاں وہ تو کفر بک رہا تھا۔ ارشاد ہوا۔ تو برائے وصل کردن آمدی۔ نہ برائے فصل کردن آمدی۔ حکم ہوا جا تلاش کر کے لاؤ۔ پیچھے گئے، گڈریا نے کہا کہ موسیٰ تیری ایک بات مجھے پار کر گئی۔ جو میاں نے دینا تھا وہ دے دیا۔ پہلے میری محبت طبعی تو تھی تیرے طمانچہ نے مجھے محبت کے اس مقام پر پہنچا دیا۔ جہاں حقائق کھل جاتے ہیں۔ اب سمجھ گیا کہ محبت طبعی محبت شرعی کے ماتحت ہونی چاہیئے۔ حضرت سید صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ جوشِ طریقت ہوشِ شریعت کے تابع ہو۔ محبتِ طبعی ہر ایک میں ہوتی ہے۔ یہ محمود ہے، مقصود نہیں، مقصود شرعی یا عقلی محبت ہے۔ جو کہ حدود ہی کی پابند ہو۔ ایک عاشق وہ جو اپنے جذبے کو دیکھتا ہے۔ ایک عاشق ہے، جو محبوب کے جذبے کو دیکھتا ہے سچا عاشق وہ جو محبوب کی چاہت پر اپنی چاہت کو قربان کردے جو اپنی چاہت پر قربان ہوتا ہے۔ وہ ابوالہوس ہے۔ غالب کا شعر ہے ؂

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی اب عزتِ شیوہ اہلِ نظر ہوگئی

عشق نام ہے، محبوب کی چاہت پر اپنی چاہت کو قربان کرنا جو اپنا دل خوش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ محبوب کے دل کو خوش کرتا ہوں۔ بدعتوں میں پھنسا رہے گا۔ محب محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔ محبت الٰہی کا تقاضا تو یہ ہے کہ خدا کو بھی ایسے چاہو جیسے وہ چاہتا ہے کہ اسے چاہو ؂

نہ یہ چاہتا ہوں نہ وہ چاہتا ہوں خدا کے لیئے میں خدا چاہتا ہوں

خدا کی محبت ادب کے ساتھ قائم رہ سکتی ہے۔

ادب سے دیکھ لیں مشتاق دور سے ان کو مجال ہے جو انہیں کوئی ہم کنار کرے

حبِ الٰہی کا تقاضا عظمتِ الٰہی ہے۔ جتنی محبت بڑھتی چلی جائے گی اتنی تعلیم حکم الٰہی بڑھتی چلی جائے گی محبت کا یہ بھی خاصہ ہے کہ محبوب ناراض نہ ہو جائے اسے شریعت میں خشیتِ الٰہی کہتے ہیں خشیت سانپ، بچھو، یا شیر بھیڑیئے کے ڈر کی طرح نہیں بلکہ محبوب حقیقی کے ناراض ہو جانے کے اندیشے کا نام ہے، اس لئے قرآن میں رحمان سے خشیت کہا ہے۔ من خشی الرحمٰن بالغیب۔ محب کے لئے بڑی بات ہوتی ہے محبوب کا ناراض ہونا۔ میاں روٹھ جائے گا۔ چہرہ پھیرے گا۔ تمام شہر راضی ہو اور محبوب ناراض ہو تو اس سے بڑا نقصان کیا ہو گا۔ وہ راضی ہو اور سب ناراض ہو جائیں تو کیا نقصان ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ تمام دنیا تمہیں قطب و ابدال کہیں اور خدا کے نزدیک مردود ہو تو تمہارا کیا فائدہ اور اس کے نزدیک مقبول ہو اور دنیا تمہیں مردود کہے تو تمہارا کیا نقصان، عاشق بدنام کو پرواہ ننگ و نام کیا۔ میرا ایک شعر ہے ؎

مجھ کو کسی سے کیا غرض جب تو ہے میرا مدعا
دل میں فقط تو ہی رہے اتنی ہے میری التجا

یہ عاشق سوختہ ساماں ہوتے ہیں محبت ایک تیر ہے جو دل میں لگتا ہے یہ روشنی کا تیر ہے جو دل کو محبت و معرفت سے منور کر دیتا ہے۔ جب پیارا وہی ہو گیا تو غیر پر کیا نگاہ کرے۔ لا الٰہ الا اللہ۔ کی تکمیل بغیر حبِ تام کے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے فرمایا: والذین آمنوا اشد حباً للّٰہ۔ عاشق ضابطہ کو نہیں دیکھتا وہ منشائے محبوب پر نظر رکھتا ہے، کیسے اور کیوں پر اسکی نگاہ نہیں ہوتی عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن۔ دل بدست دیگراں دادن و حیراں بودن۔ اللہ میاں کو دل دے کر اس کے کہنے کے مطابق زندگی گزارنا۔ جتنی محبت بڑھتی چلی جائے گی۔ اتنا مطیع و فرمانبردار ہوتا چلا جائے گا۔ نری محبت جس میں طاعت نہ ہو چھاچھ ہے۔ جس محبت میں اتباع ربانی نہیں، حقیقتاً نفس کا فریب ہے۔ عاشق کا شیوہ ہے ؎

ارید وصاله ویرید هجری فاترک ما ارید لما یرید

؎ میل ما سوئے وصال و میل او سوئے فراق ترک کار خود گرفتم تا برآید کار دوست

اس کے بندے تو پکار اٹھتے ہیں۔

؎ فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

اور ان کا حال یہ کہتا ہے ؎

میری چاہت تیری چاہت تیری چاہت میری چاہت

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اس سے اسکی رضا کے سوا دوسری چیز مانگنا بے کار ہے۔ میاں کے بن کر اسی میں لگے رہو اس کی چاہت پر اپنی چاہت کو قربان کر دو جو تصرف کرے تکویناً و تشریعاً اس کے لئے تیار رہو۔ اگر اس کی رضا کے لئے جان بھی چلی جائے تو سستا سودا ہے۔ مجازوالے کہاں سے کہاں تک پہنچتے ہیں۔ مولا کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہو مولانا روم فرماتے ہیں:۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

اللہ کے تصرفات کے سامنے گیند بننا چاہیے، جدھر کو پھینکا ادھر کو چلا، تراش فراش جو کہ مالی باغ میں کرتا ہے۔ باغ میں کرتا ہے باغ کو خوبصورت بنانے کے لئے کرتا ہے اگر یہ تصرفات نہ ہوں تو آدمی آدمی بنا نہیں کرتا۔ یہ تصرفات نفس کو مارتے ہیں۔ عشق کا تقاضا ہے۔ "میں ہوں" کا مٹانا اور جب نفس سے یہ نکل جائے تو آدمی بن جاتا ہے۔ محبت کہتے ہیں اپنے کو میاں کے حوالے کر دو۔ جو بھی تصرف کرے اس پر راضی رہو۔

زخم پہ زخم کھا کے جی اپنے لہو کے گھونٹ پی آہ نہ کر لبوں کو سی عشق ہے دل لگی نہیں

ہر تصرف کو اپنی فلاح و بہبود سمجھے اور یقین رکھے کہ اسی میں میری خیر ہے، حکیم کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں ہوتی، حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ تم راستے پر چل رہے ہو پیچھے سے کوئی آیا آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔ بہت غصہ آیا جب ہاتھ ہٹایا دیکھا محبوب ہے۔ اب چاہو گے آنکھیں تو نکال دے، لیکن ہاتھ نہ ہٹائے راضی بہ رضا ہو، شیخ جیلی کا قول ہے۔ اپنی رضا کو مولیٰ کی رضا پر قربان کر دو تو دنیا میں جنت کا مزہ آئے گا موت بھی پیاری ہو جاتی ہے، محبت ایسا سیماب ہے جس میں بے قراری میں قرار آتا ہے۔

این حرف نشاط آور می گویم و می رقصم از عشق دل آساید با این ہمہ بے تابی

مومن کے دل میں محبت کی چنگاری تو ہوتی ہے، لیکن اب اتنی بھڑک اٹھے کہ دوسری محبتوں کو جلائے اور ان پر غالب آجائے خدا کے لئے سب کچھ بھی قربان کرنا پڑے تو باک نہ ہو، ایک شخص ہمارے بزرگوں میں کسی کے پاس آئے کہنے لگے کہ اللہ کی محبت ہے، لیکن شادی کے بعد خدا کی محبت سے زیادہ دلہن کی محبت معلوم ہوتی ہے۔ بزرگ نے فرمایا کہ اگر وہ اللہ میاں کو برا بھلا کہے تو پھر محبت رہے گی کہنے لگا اگر وہ ایسا کہے تو میں سزا کے طور پر اس کے سر کے بال کاٹ دوں گا۔ حضرت نے فرمایا دیکھو اللہ کی محبت دل میں ہوتی ہے۔ اگر بڑھانا چاہتے ہو تو دل جلوں کی صحبت میں بیٹھے۔

جو آگ کی تاثیر وہی عشق کی تاثیر ایک خانہ بہ خانہ ہے ایک سینہ بہ سینہ ہے

یہ محبت کی چنگاری دلوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اہلِ حق کی صحبت اختیار کرو یہ چنگاری تم کو بھی پھونک دے گی، لیکن خدا کا جلا ہوا پھول بن جاتا ہے۔ جل کر تو دیکھو اس کی آگ میں، اس کے احکام کی تعمیل اسکی رضا کے لئے اختیار کرو اور کہو کہ اے اللہ اپنی رضا کی خاطر میرے اندر کو اپنی محبت سے جلا دے۔

درونم را بعشقِ خویشتن سوز   بہ تیرِ دردِ دل جان و دلم دوز
دلم از نقشِ باطل پاک فرما   براہِ خود مرا چالاک فرما

اے اللہ ایسی محبت عطا فرما دے جو کبھی بجھ نہ سکے، یہاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

اِنَّ الذین آمنو وعملو الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ اللہ کا ذکر رضائے حق کے لئے کرو لیکن دھیان محبت میں ڈوب کر کرو اللہ میاں اپنی نگاہ کو میرے دل پر جمائے ہیں اس کی پیار بھری نگاہیں میرے دل کو موہ رہی ہیں۔ اگر اللہ کی محبت غالب نہ ہو تو غیر کی محبت آدمی کو راہ سے ہٹا دیتی ہے طبعی محبت کے متفاوت مدارج ہیں، ماں چاہے نہ چاہے بچے سے محبت ہوتی ہے۔ اسلام طبعی محبت کے تقاضے کو ختم نہیں کرتا بلکہ پابند حدود کرتا ہے۔ محبتِ ایمانیہ کا دائرہ خدا سے شروع ہو کر پوری مخلوق کو اپنے دائرے میں لے لیتا ہے۔ منبع محبت خدا کی ذات ہے۔ محبت کی اصل سزاوار صرف ایک اللہ کی ذات ہے۔ اب جب غیر سے محبت ہوگی وہ خدا سے فرع کے طور پر ہوگی خدا جس سے کہے محبت کرو اس سے محبت اور جس سے بغض کا کہے اس سے بغض کرو۔ الحب للہ والبغض للہ۔ ہمارا دل صرف اسی کا ٹھکانا ہو اور بزبانِ حال پکار رہا ہو ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

موتمر المصنفین کی ایک اور پیشکش
قومی اسمبلی میں
اسلام کا معرکہ
شیخ الحدیث مولانا عبد الحق مدظلہ کی سرگرمیاں
؎ صورت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم   کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبالؒ)
قومی اسمبلی میں جمہوری قومی و ملی مسائل پر قرار دادیں، مباحثات۔ پارلیمنٹ میں موجودہ سیاسی پارٹیوں کا موقف، حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار کا اسلامی و ملی مسائل کے بارہ میں رویہ، شیخ الحدیث کی تقاریر، اور ان کی قرار دادوں پر ارکانِ اسمبلی کا ردِ عمل — آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر کڑی نگاہ، تحاریکِ التواء، سوالات اور جوابات، مسودہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں۔
★ سیاستدانوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کسوٹی پر۔
★ ایک اہم سیاسی دستاویز۔
★ ایک آئینہ اور ایک اعمالنامہ
★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی کے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے بھی مستند ہے۔
★ پاکستان کے مرحلہ آئین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے وکلاء، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد و جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔
★ ایک ایسی کتاب جو جہادِ حق اور غلبۂ اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے۔ اور مستقبل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی — کتاب شائع ہو چکی ہے اور ترسیل جاری ہے۔
عمدہ کتابت و طباعت حسین سرورق، قیمت پندرہ روپے، صفحات ۴۰۰
موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)